TQ Lesson 190 Surah Shuraa Ayat 1-68 tafseer. 1

سورت الشعراء اس سورت کا نام آیت 224 سے لیا گیا ہے **وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ (224)** رہے شعراء، تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں. شعراء شاعر کی جمع ہے- یہ مکی سورت ہے اس کی 227 آیات 11 رکوع- 1279 کلمات حروف 5540 ہیں- اس سورت میں 7 قوموں کے حالات بیان ہوئے ہیں اور ایک فقرہ ہے جیسے بڑا اس میں ایک تکرار ہے اور وہ آٹھ دفعہ آیا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ نے ہر پیرے کے بعد آیات کے ذریعے ایک خاص بات کہی ہے **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ (8) وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (9)**

تو سات قوموں کے حالات ہیں- یہ آیات جو میں نے ابھی آپ کو سنائیں یہ آٹھ دفعہ آئی ہیں تو آٹھویں دفعہ اہل مکہ کے لئے آئی ہیں یا ہر اس شخص کے لئے جو کہ انکار کرتا ہے اور اس سورت کا زمانہ نزول مکہ کا متوسط دور ہے درمیانی دور ہے پہلے سورت طہٰ نازل ہوئی پھر اس کے بعد واقعہ پھر اس کے بعد سورت الشعراء روح المعانی میں حضرت عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنہ کا یہ قول ہے کہ" پہلے طہٰ پھر واقعہ اور پھر الشعراء اور سورت طہٰ "کے متعلق تو آپ سب کو پتہ ہی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے نازل ہو چکی تھی تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ درمیانی دور سے متعلق یہ سورت الشعراء ہے نازل شدہ سورتوں میں سے اس کا موضوع کیا ہے؟ اس کا موضوع ہے کہ اہل مکہ آخرت کا انکار کر رہے تھے اور رسول اللّٰہ ﷺ جو دعوت دے رہے تھے اس کا انکار کر رہے تھے گویا کہ رسول کا انکار اور قرآن کا انکار تو اس لئے اللّٰہ تعالی نے یہاں ایک طرف انکار کرنے والی قوموں کا ذکر کیا اور ان کو سمجھایا کہ نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو پھر تم سوچ لو کہ تمہارا انجام بھی ان قوموں جیسا نہ ہو جو کہ انکار کرنے والی ہیں تو یہ سورت مجھے اور آپ کو ہم سب کو یہ پیغام دیتی ہے کہ اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور اپنا جائزہ لیں کہ ہمارا کردار کہیں اہل مکہ یا ان قوموں جیسا تو نہیں ہے کہ جنہوں نے انکار کیا اور جنہوں نے ہٹ دھرمی کا رویہ اختیار کیا اچھا اس سے پہلے کہ سورت الشعراء شروع کی جائے تو آپ لوگوں کی سورت الفرقان ما شاء اللّٰہ مکمل ہو گئی سورت النور بھی مکمل ہو گئی اور بہت سی سورتیں بہرحال سورت الفرقان میں آپ کو کچھ کام ملا تھا مثلاً ایک تو یہ تھا کہ سورت الفرقان فرق سے ہے اور اس میں حق اور باطل کا فرق کھول کر اللّٰہ تعالی نے بیان کیا ہے تو یہ سورت اس میں بہت سے تضاد اللّٰہ تعالی نے ہمارے سامنے رکھے ہیں اور میں نے آپ کو کہا تھا کہ وہ تضادات آپ خود بھی قرآن کی آیت سورت الفرقان سے جمع کریں مثلاً **السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ** یہ تضاد ہے آسمان اور زمین **ضَرًّا وَلَا نَفْعًا** کہ نفع اور نقصان اسی طرح موت اور حیات موت اور زندگی پھر اسی طرح **اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ**، **عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ** یہ بھی تو اس طرح آپ کو **لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا** کہ وہ نہ اسراف کرتے ہیں نہ کنجوسی کرتے ہیں اور قَوَامًا عدل میں رہتے ہیں تو ایک کام یہ تھا دوسرا کام تھا دوستی آپ کی، آپ کے بچوں کی، شوہر کی دوستی کن لوگوں سے ہے آپ ان کی فہرست بنائیں ان کے اوصاف کا جائزہ لیں اپنے اوصاف کا کہ آپ ان کے سماجی دباؤ میں آتیں ہیں یا وہ آپ کے دباؤ میں آتے ہیں اور پھر آپ سوچیں کہ اب آپ کو کیا کرنا ہے پھر ایک کام آپ کو یہ بھی ملا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کی پانچ دعائیں اور پانچ بددعائیں یہ آپ ڈھونڈ کر لکھیں اور الرحیق المختوم اور محسن انسانیت اور رحمتہ للعالمین اور بے شمار سیرت کی کتابیں ہیں پھر ایک کام آپ کو ملا تھا کہ سورج اور چاند کے فوائد کیونکہ قرآن مجید میں اب تک آپ نے بار بار سورج اور چاند کا ذکر پڑھا ہے تو سورج اس سے ہمیں کیا فائدہ ملتا

ہے اور چاند تو آپ اس کے اوپر تحقیق کر کے بھی لکھ سکتی ہیں اور محسوس کر کے بھی اور غور کر کے بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ آپ بار بار ان پر غور کریں اور ایک اور بہت اہم کام ملا تھا مومن کے اوصاف جب آخری رکوع پر ہم آئے تھے تو جیسے آپ کی ماشاءاللہ کچھ ساتھیوں نے یہ کام کیا بھی ہے اور ایک طالبعلم نے تو قرآن کے اندر صفات کا جو کام تھا کہ مومنانہ اوصاف اور کافروں والے اوصاف تھے انہوں نے اپنے قرآن کے اندر ہی چپکا بھی لیا ہے تو آپ کو چیک بھی کروانا ہے پھر اپنے پاس آپ چاہیں تو ایسے بھی رکھ سکتیں ہیں تو یہ ایک کام تھا تو بہرحال اب اصل بات کیا ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے اور دیر نہیں لگانی تو آگے دوڑ اور پیچھا چھوڑ کہ پیچھے چھوڑتے چلے جائیں اور آگے بڑھتے چلے جائیں تو اس کے اثرات ہماری زندگی پر پیدا ہوں گے اور کام دینے کا مقصد آپ کو پریشان کرنا نہیں ہے آپ کے اوپر کوئی ظلم کرنا یا زیادتی کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ بھی آپ سے پیار ہے اور یہ آخرت کی تیاری ہے اور انشاءاللہ محنت سے جب قرآن پڑھیں گے تو ہمارے دل اور دماغ میں اترے گا اور ہمارے عمل کی زینت بنے گا انشاءاللہ تو آپ تھوڑا اس پر وقت لگائیں اور یہ بھی آپ کا کام ہے یہ جو دس بہترین دن ہیں وہ لیکچر آپ نے سننا ہے جو تذکیرالقرآن پر ڈالا ہوا ہے اور مزید آپ نے دس لوگوں کو یہ پیغام دینا ہے کہ ذوالحج کا عشرہ ہمیں کیا پیغام دیتا ہے؟ تو یہ بھی آپ کا کام ہے آپ نے ہمیں بتانا ہے تو بہرحال سورت الشعراء اس کا ہم آغاز کرتے ہیں

آیت نمبر 1۔ طسم

ترجمہ۔ طا۔ سین۔ میم

اور یہ جو حروف ہیں جو سورت الشعراء کی آیت نمبر ایک میں اللہ رب العزت نے پیش کیے ہیں تو ان حروف کو حروف مقطعات کہتے ہیں اور آپ پہلے بھی اس بات کو پڑھ چکیں ہیں کہ عرب لوگ جو عربی زبان بولتے تھے بڑی واضح اور بڑی ہی فصیح و بلیغ عربی زبان تھی جس کا وہ استعمال کرتے تھے اور اس زمانے میں نبی ﷺ کو کوئی اور معجزہ نہیں دیا گیا جیسے پچھلے پیغمبروں پر آپ غور کریں تو جو بھی معجزات جس کسی پیغمبر کو دیئے گئے تو اس زمانے میں جس فن کا عروج تھا اس فن کا توڑ کرنے کے لئے دیئے گئے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادوگری بڑی عام تھی تو آپ کو عصا دی گئی ید بیضا دیا گیا تاکہ اس کا توڑ کیا جائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب بڑی عروج پر تھی حکمت اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ دیا کہ آپ اندھے کو بینا کرتے تھے کوڑھی کا جو مریض تھا یا جو بیمار تھے ان کو ٹھیک کرتے تھے مردہ کو زندہ کر دیتے تھے اللہ کے حکم سے تو ایسے بہت سے معجزات ان کو دیئے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے کو اگر ہم دیکھیں تو ادب بڑے عروج پر تھا زبان بڑے عروج پر تھی تو اللہ رب العزت نے آپ کو جو معجزہ دیا وہ کیا تھا؟ قرآن کا معجزہ دیا تو حروف مقطعات یہ کیا ہیں تو **(طا سین میم)** یہ ایسے حروف ہیں کہ جن کے معنی اللہ ہی بہتر جانتا ہے ایک تو علماء کی یہ رائے ہیں کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے اسرار اور رموز ہیں اللہ تعالیٰ کے نام ہیں اور ایک رائے یہ ہے کہ اس سے مراد محمد ﷺ کے نام ہیں جیسے یاسین طہٰ محمد ﷺ کے نام بھی ہیں لیکن ہمیں واضح طور پر کوئی ایک متفقہ رائے نہیں پتہ چلتی کہ حروف مقطعات جو بہت سی سورتوں کے شروع میں آتے ہیں اس کے معنی کیا ہیں تو ہو سکتا ہے یہ معنی ہوں اور ویسے اصل بات کیا ہے کہ اللہ ہی ان کے معنی زیادہ بہتر جانتا ہے تو سورت الشعراء اس پہ آپ غور کریں کہ یہاں پہ بھی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں

آیت نمبر 2۔ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ

ترجمہ۔ یہ کتاب مبین کی آیات ہیں

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ یہ ہیں آیات یہ کونسی آیات ہیں **الْكِتَابِ الْمُبِينِ** جو کہ کتاب مبین کی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے **تِلْكَ** یہ کیوں کہا؟ **تِلْكَ** ہے کیا؟ یہ اسم اشارہ ہے اور اب قرآن تو سامنے ہے تو اشارہ تو آنا چاہئے تھا قریب کا **هَذِهِ۔ هَذِهِ** کی بجائے اللہ تعالیٰ نے **تِلْكَ** کیوں کہا تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی عظمت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے قرآن کی اہمیت کو بتانے کے لئے پھر دوسرا الکتاب، الکتاب سے کیا مراد ہے؟ ایک رائے یہ ہے کہ اس سے مراد یہی خاص سورت ہے خاص سورت شعراء ہے اور ایک رائے یہ ہے کہ اس سے مراد پورا قرآن مجید ہو تو اگر پورا قرآن ہوگا تو سورت الشعراء اس میں آ جائے گی۔ اگر اس سے قرآن پورا مراد لیا جاتا ہے تو قرآن وہ کیا ہے۔ ایک مکمل کتاب ہے ایک مستقل کتاب ہے اور پورا کا پورا قرآن وہ مبین ہے اگر سورت الشعراء کو ہم سمجھیں اس سے مراد تو معنی کیا ہیں؟ کہ قرآن کی ہر سورت اپنی ذات میں ایک جامع سورت ہے ہر سورت ایک مستقل کتاب کی طرح ہے پھر آپ دیکھیں کہ **تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ۔** یہ ہے وہ خاص سورت ،خاص کتاب قرآن مجید جو کہ **الْكِتَابِ الف لام (ال)** بھی خاص کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ بڑی خاص ہے یہ کتاب اور **الْمُبِينِ۔** کی صفت اللہ تعالی نے یہاں پر بیان کی ہے اور **الْمُبِينِ** کے دو معنی ہیں کیونکہ یہ وہ **فعل** ہے جس میں لازم اور متعدی دونوں پایا جاتا ہے ایک اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ کتاب اپنا مدعا اپنے معنی اپنا مفہوم صاف صاف بیان کر رہی ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے ایسا نہیں ہے کہ اس کا مدعا غیر واضح ہو اور لوگوں کی سمجھ میں نا آے تو یہ ہے لازم دوسرے اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ اللہ کی ایسی نازل شدہ آیات ہیں کہ خود واضح ہیں اور دوسروں کو واضح کر رہیں ہیں خود کھلی ہوئی کتاب کی طرح ہیں ہر چیز اس کی واضح ہے اس کے دلائل اس کے معجزات اس کے قوانین، سب چیزیں واضح ہیں اور سب پر واضح کر رہے ہیں (**لازم** کیا ہے ؟ مثلاً اگر کوئی شخص کام کر رہا ہے تو اس کا اثر صرف فاعل تک رہے۔ اور **متعدی** کیا ہے ؟ **فاعل** سے گزر کر وہ اثر **مفعول** تک بھی پہنچے مثلاً آپ دیکھیں **ضَرَبَ** میں کیا ہے کہ ایک مارنے والا ہے وہ مار رہا ہے مارنے والا فاعل ہے مار رہا ہے یہ اس کا **فعل** ہے اور مفعول کون ہے جس کو وہ مار رہا ہے تو اب ضَرَبَ جو ہے یہ بھی لازم اورمتعدی ہے کہ مارنے والے کا اثر دوسرے تک پہنچا اب ہے **کھایا** آپ کھانا کھاتے ہیں دوسروں پر تو اثر نہیں پہنچ رہا نا بس آپ نے اس کو کھا لیا اور آپ تک ہی اس کا اثر ہے) تو بہرحال یہ کتاب مبین کی آیات ہیں تو گویا کہ مکہ کا درمیانی دور ہے قرآن کی دعوت دی جارہی ہے رسول اللہ ﷺ پیغام پہنچا رہے ہیں اور لوگ ہیں کہ انکار کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ آغاز میں ہی یہ بات کہتے ہیں کہ لوگوں یہ ہے وہ کتاب **تِلْكَ** بڑی عظیم کتاب ہے بڑی اہم کتاب ہے اب یہ ایسی کتاب ہے **المبین** کھلی ہے واضح ہے اور یہ بتاتی ہے کہ فائدہ کس میں ہے نقصان کس میں ہے حق کیا ہے باطل کیا ہے اب کوئی اگر مانتا ہے یا نہیں مانتا تو اس کا اپنا نقصان ہے **تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ** یہ وضاحت کرنے والی کتاب کی آیات ہیں

آیت نمبر 3۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ

ترجمہ۔ اے محمد ﷺ شاید تم اس غم میں اپنی جان کھو دو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے

لَعَلَّكَ شاید کہ آپ جو ہیں **لعلَّ** شاید کے لئے استعمال ہوا ہے اور **" ک "**کی ضمیر محمد ﷺ کے لئے آئی ہے شاید کہ آپ **بَاخِعٌ نَّفْسَكَ** کہ آپ ذبح کر ڈالیں گے اپنے آپ کو **نَّفْسَكَ** اپنی جان کو **أَلَّا يَكُونُوا** اگر وہ نہیں **مُؤْمِنِينَ** ایمان لاتے تو اللہ رب العزت کا یہ کہنا رسول اللہ ﷺ کو کہ شاید کہ آپ اپنے آپ کو ذبح کر ڈالیں گے تو بتایا یہ ہے کہ نبی ﷺ مکہ والوں کے رویے پر ان کے کفر پر ان کے انکار پر کتنے زیادہ غمزدہ تھے کتنے افسردہ تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ کی انسانیت کے لئے جو ہمدردی ہے اہل مکہ کی ہدایت کے لئے جو آپ کے اندر تڑپ ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کے ایمان نہ لانے پر آپ اپنے آپ کو ذبح کر ڈالیں گے کیونکہ **بَاخِعٌ** اسم فاعل ہے اور اس کے معنی ہے کہ اپنے آپ کو پوری طرح ذبح کر دینا **بَاخِعٌ** کے لفظی معنی کیا ہوتے ہیں قتل کر دینا پوری طرح ذبح کر ڈالنا تو **بَاخِعٌ نَّفْسَكَ** عام طور پر قتل اور ذبح دوسرے کو کیا جاتا ہے یہاں دیکھیں **بَاخِعٌ نَّفْسَكَ** اپنے آپ کو آپ ذبح کر ڈالیں گے تو مراد کیا ہے کہ آپ لوگوں کی مخالفت دیکھ کر ،اہل مکہ کی اخلاقی پستی دیکھ کر، ان کی گمراہی اور ہٹ دھرمی دیکھ کر اور ان کی مخالفت کا جو رنگ نظر آ رہا ہے آپ اس کو دیکھ کر اپنے آپ کو گھلا رہے ہیں آپ جس طرح سے تڑپ رہے ہیں جس طرح سے پریشان ہو رہے ہیں مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے محمد ﷺ **لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ** کہ آپ اپنی جان ہی کھو دیں گے تو جان کیوں کھو دیں گے اپنی جان کو کیوں گھلا دیں گے اپنے آپ کو کیوں ختم کر لیں گے اس کی وجہ کیا ہے غم کی وجہ کیا ہے؟ **أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ** کہ وہ ایمان نہیں لاتے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ غم کتنا شدید تھا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اس بات پر آپ کو سمجھایا ہے آپ کی تعریف کی ہے آپ کے غم کی کیفیت کو نمایاں کر کے پیش کیا ہے جیسے سورت الکہف میں کہا **فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا (6**. سورت الکہف) شاید تم ان کے پیچھے غم کے مارے اپنی جان کھو دینے والے ہو اگر یہ اس تعلیم پر ایمان نہیں لاتے سورت فاطر میں فرمایا **فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ ۚ(8)** اے نبی خواہ مخواہ تمہاری جان ان لوگوں کی خاطر غم و افسوس میں نہ گھلے۔ کیوں اپنی جان گھلاتے ہو اب آپ اپنے آپ سے بھی ساتھ سوال پوچھیں جو آپ کا کام ہے میرا کام ہے کہ میرا اور آپ کا غم کیا ہے اللہ کے نبی کا غم کیا تھا وہ کس لئے تڑپتے تھے میں اور آپ کس کے لئے تڑپتے ہیں وہ لوگوں کے لئے اور میں اپنے لئے کہیں ایسا تو نہیں وہ آخرت کے لئے اور ہم صرف دنیا کے لئے کہیں ایسا تو نہیں ہے۔ تو اپنے غم کا اور اپنے غم کی کیفیت کا اندازہ کریں اور رسول اللہ ﷺ کے غم کی کیفیت کا پھر فرمایا آیت نمبر چار میں

آیت نمبر 4۔ إِن نَّشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ

ترجمہ۔ ہم چاہیں تو آسمان سے ایسی نشانی نازل کر سکتے ہیں کہ اِن کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں

إِن نَّشَأْ اگر ہم چاہتے **نُنَزِّلْ عَلَيْهِم** ہم اتار دیتے ان پر **مِّنَ السَّمَاءِ**آسمان سے اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ان پر اتار دیتے **آيَةً** نشانی **فَظَلَّتْ** تو جھک جاتیں **أَعْنَاقُهُمْ** ان کی گردنیں **لَهَا خَاضِعِينَ** اس کے آگے ان کی گردنیں اس نشانی کے آگے کیا ہو جاتیں **خَاضِعِينَ** جھکنے والوں میں شامل ہو جاتیں تو آپ دیکھئے کہ یہ جو آیت نمبر 4 اس میں اللہ رب العزت کیا بتا رہے ہیں کہ اصل میں اہل مکہ کے کیا مطالبات تھے

سورۃ فرقان میں بھی ان کے کیا مطالبات تھے کہ اللہ تعالی کسی فرشتے کو کیوں نہیں نازل کرتا اور اللہ تعالی نے کنز خزانے کیوں نہیں نازل کیے باغات آپ کو کیوں نہیں دیئے ان کے مطالبات حسی مطالبات تھےجن کو وہ دیکھ سکیں محسوس کر سکیں تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ اگر ہم چاہیں **عَلَيْهِم** کی ضمیر کن کے لئے ہے؟ اہل مکہ کے لئے اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے **آيَةً** ہم وہ نشانیاں اتار سکتے ہیں اگر ہم چاہیں تو ہم آسمان سے جو ان کے مطالبات ہیں ان کو پورا کر سکتے ہیں تو اگر ہم ان کے مطالبات پورا کر دیں تو ہوگا کیا **فَظَلَّتْ** تو پھر جھک جائیں گی **ظَلَّتْ** جو ہے اس کے معنی کیا ہیں **(ظ ل ل)** ظِلٌّ ظَلُلٌ ہو جانا اور جیسے ایک چیز ہو جائے کیونکہ جیسے **ظُلَّةٌ** کا لفظ سائبان کے لئے بھی آتا ہے اور جیسے **عَذَابُ يَومِ الظُّلَّةِ** آپ یہ پہلے بھی پڑھ چکیں ہیں تو **ظلَّ** عذاب کے لئے بھی یہ لفظ آتا ہے اور ایسی چیز کے لئے جیسے سائبان جس سے سایہ کیا جائے اور اسی طرح یہ لفظ ہو جانا کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے تو یہاں پہ **فَظَلَّتْ** یہ واحد موئنث غائب کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہیں فَظَلَّتْ پس ہو جائیں گے یعنی حالت ایسی ہو جائے گی گردنوں کی۔ کیسی؟ **أَعْنَاقُهُمْ** ان کی گردنوں کی **أَعْنَاقُ** بھی **عنق** کی جمع ہے تو ان کی گردنیں ہو جائیں گی **لہا** اس کے لئے تو ان کی جو گردنیں ہیں وہ اس کے لئے ہو جائیں گی جو اللّٰہ تعالیٰ نشانی نازل کریں گے تو ان نشانیوں کو دیکھ کر ان کی گردنیں کیسے ہو جائیں گی **خَاضِعِينَ** جیسے کہ جھک جاتیں ہیں تو یہ جو **خَاضِعِينَ (خ د ع)** ہوتا ہے کہ عاجزی اختیار کرنا اور جھک جانا اور جھکنا کیسے عاجزی اختیار کرتے ہوئے خم ہو جانا اب خشوع اور خضوع کا لفظ آپ نے سنا ہے خشو ع پہلے آتا ہے خضوع اس کے بعد آپ اکثر کہتے ہیں کہ نماز میں **خشو ع وخضوع** نہیں ہے تو خشوع کا مطلب بھی ایسا ڈر جس میں خوف نمایاں ہو اور اگر(خ ش ی) خشیت آ جائے تو ایسا ڈر جس میں کسی کی عظمت کی وجہ سے ڈر لگتا ہے تو خشوع کیا ہے خوف کی وجہ سے انسان جھک جائے لیکن خضوع کیا ہے؟ **خَاضِعِينَ** یہ بھی اسم فاعل ہے اس کے معنی کیا ہیں کہ عاجزی کے ساتھ خم کر دینا جھک جانا تو اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اگر ہم نشانیاں نازل کرتے تو پھر ان کی گردنیں جھک ہی جانی تھیں ان نشانیوں کو دیکھ کر ایمان لائے بغیر تو چارہ ہی نہیں تھا تو اس میں جبر کا فعل نمایاں ہے۔ **لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ** آپ سورت البقرہ آیت 256میں پڑھ چکیں ہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے کیا کہا کہ دین میں زبردستی نہیں ہے آپ کئی دفعہ پڑھ چکیں ہیں اللّٰہ تعالیٰ نے انسان کو ارادے اور اختیار کی آزادی دی تاکہ اس کا امتحان لیا جائے اور اللّٰہ تعالیٰ نے ایسی نشانیاں نازل کرنے سے گریز کیا کہ جس سے ارادے کی اور اختیار کی آزادی متاثر ہو کیونکہ اگر کسی کو زبردستی ہی مسلمان اللّٰہ تعالیٰ نے بنانا تھا تو پھر انبیاء اور رسول بھیجنے کی اور کتابیں نازل کرنے کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں تھی تو کیا بات اللّٰہ تعالیٰ نے بتائی کہ میں نے ان کے جو مطالبات پورے نہیں کیے فرشتوں کو نازل نہیں کیا آسمان کا ٹکڑا ان پر نہیں گرایا یا پھر جو بھی ان کے منہ مانگے مطالبات تھے وہ اس لئے پورے نہیں کیے کہ اللّٰہ تعالیٰ زبردستی لوگوں کو مسلمان نہیں بنانا چاہتے ورنہ روئے زمین پر کوئی بھی اللّٰہ کا نافرمان ہوتا ہی نا یہ جو مضمون ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کو جبر والا ایمان نہیں چاہئے اگر جبری ایمان چاہئے تھا تو نشانیاں نازل کر کے پورا ہو سکتا تھا ان کو مجبور کیا جا سکتا تھا بلکہ اللّٰہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ لوگ اپنی مرضی سے اپنے ارادے سے اپنی خوشی سے یا تو شکر کا رویہ اختیار کریں یا پھر ان کی مرضی اگر وہ کفر کا رویہ اختیار کرتے ہیں اور یہ مضمون ہمیں قرآن میں کئی جگہ پہ ملتا ہے مثلاً آپ دیکھیں سورت یونس میں آپ پڑھ چکیں آیت 99 میں **وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۔** اگر تمہارا رب چاہتا تو زمین کے رہنے والے سب کے سب لوگ ایمان لے آتے اب کیا تم لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کر دوگے پھر اسی طرح سورت ھود میں بھی آپ پڑھ چکیں **وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ** (118) بے شک تیرا رب اگر چاہتا تو

تمام انسانوں کو ایک گروہ بنا سکتا تھا، مگر اب تو وہ مختلف طریقوں ہی پر چلتے رہیں گے (118) تو اس سے بھی ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے یہ آیت نمبر 4 یہ بتاتی ہے کہ دراصل امتحان مقصود ہے جبری ایمان مطلوب نہیں ہے ورنہ نشانیاں ہم ایسی نازل کرتے آسمان سے کہ ان کی گردنیں ہی جھک جاتیں ان نشانیوں کے آگے ان کو دیکھتے ہی یہ لوگ ایمان لے آتے کیونکہ آپ دیکھیں کہ اگر آپ اپنی گردن کو سیدھا رکھتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے کہ گردن اکڑی ہوئی ہے اور یہ **عنق** لفظ گردن کے لئے عام ہے اور اگر آپ اپنی گردن کو نیچا کرتے ہیں نیچا کرنے کا مطلب کیا ہے جھکانے کا مطلب کیا ہے مطیع بننا اور اطاعت اور فرما برداری اختیار کرنا مسلمان ہو جانا تو اب یہاں بتایا جارہا ہے کہ زبردستی نہیں چاہئے اللہ تعالیٰ کو پھر آیت نمبر 5 میں کہا

آیت نمبر 5۔ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ

ترجمہ۔ اِن لوگوں کے پاس رحمان کی طرف سے جو نئی نصیحت بھی آتی ہے یہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ اور نہیں آیا ان کے پاس کوئی ذکر **مِّنَ الرَّحْمَٰنِ** رحمان کی طرف سے **مُحْدَثٍ** نیا اور **وَمَا** آپ اس کے نہیں کے معنی بھی کر سکتے ہیں **وَمَا** اور جو کے معنی بھی کر سکتی ہیں اور جو بھی آیا ان کے پاس **هِمْ** کی ضمیر کس کے لئے آئی ہے؟ اہلِ مکہ کے لئے کہ اہلِ مکہ کے پاس جو بھی ذکر آیا اور ذکر سے مراد کیا ہے ؟ایک اس کے معنی نصیحت کے ہیں اور دوسرے اس کے معنی قرآن مجید کے ہیں اور نصیحتیں کہاں آئیں قرآن مجید کی شکل میں آئیں اور رسول اللہ ﷺ کو جو وحی کی گئی جو کتاب میں ہم تلاوت نہیں کرتے وہ بھی نصیحت ہے تو جو بھی ان کے پاس آیا ذکر اور جو بھی ان کے پاس نصیحت آئی اور یہاں ذکر سے مراد قرآن مجید ہے **مِنَ الرَّحْمَٰنِ** رحمان کی طرف سے تو قرآن مجید جو ان کے پاس آیا بہت زیادہ رحم کرنے والے کی طرف سے آیا تو قرآن کا آنا اس کا نزول وہ کوئی مصیبت نہیں تھی کیونکہ رحمان تو رحم کرنے والا ہے تو رحم کرنے والے نے نصیحت ان کی طرف بھیجی اور نصیحت تھی کیسی؟ **مُحْدَثٍ** نئی۔ **(ح د ث)** واقعے کے لئے بھی آتا ہے نئی چیز کے لئے بھی **حَدَثَ** لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور یہاں پہ جیسے حادثہ ہو گیا ایک نیا واقعہ ہو گیا اور حدیث بات وغیرہ کو بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جو بات کرتے تھے تو جو بھی حدیث یا جو بھی نئی نصیحت جو بھی نئی بات جو بھی نئی قرآن کی آیت ان کے پاس آئی تو وہ بھیجی تو تھی رحمان نے اور بھیجا تھا اس کو نصیحت بنا کر لیکن ان کا رویہ یہ ہے کہ یہ اس سے اعراض کرنے والے ہیں یہ اس کو دیکھ کر منہ موڑ لیتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں ایک تو وہ ایمان نہیں لائے اور دوسرا انہوں نے اعراض کیا یہاں پہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہہ رہے کہ **مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ** کہ وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے بلکہ کیا کہہ رہے ہیں **إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ** کہ وہ اس کا اعراض کرنے والے تھے اس کا مذاق کرنے والے تھے کیا کہا **إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ** کہ اس کو دیکھتے ہی منہ موڑ لیتے ہیں تو اس کے معنی کیا ہیں اس کے ایک معنی جھٹلانا ہے آپ کسی چیز کو جب جھٹلاتے ہیں تو پھر ہی منہ موڑتے ہیں دوسرے معنی مذاق کرنا ہے جب آپ کسی چیز کا استہزاء کرتے ہیں مذاق کرتے ہیں تو پھر ہی آپ اس کو دیکھ کر منہ موڑ لیتے ہیں تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ اعراض کا جو جرم ہے وہ تکذیب سے زیادہ بڑا ہے تو یہاں پہ اعراض کے اندر تکذیب بھی پائی جاتی ہے استہزاء بھی پایا جاتا ہے اور انکار بھی پایا جاتا ہے

آیت نمبر 6۔ فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

ترجمہ۔ اب کہ یہ جھٹلا چکے ہیں، عنقریب اِن کو اس چیز کی حقیقت (مختلف طریقوں سے) معلوم ہو جائے گی جس کا یہ مذاق اڑاتے رہے ہیں

فَقَدْ كَذَّبُوا پس اب وہ جھٹلا چکے کون جھٹلا چکے؟ اہلِ مکہ **فَسَيَأْتِيهِمْ** پس عنقریب معلوم ہو جائے گا **فَسَيَأْتِيهِمْ** پس عنقریب آئے گی ان کے پاس **أَنبَاءُ** خبر عنقریب معلوم ہوگا ان کو یا آئیں گی ان کے پاس۔ **أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ كَانُو** تھے وہ **بِهِ** اس ذکر کا **يَسْتَهْزِئُونَ** مَذاق اُڑانے والے تو اللّٰہ تعالی یہاں پر ان کو ڈرا رہے ہیں ان کو بتا رہے ہیں کہ انہوں نے جو جھٹلایا ہے انہوں نے جو نشانیوں کا مطالبہ کیا ہے تو نشانیاں تو اللّٰہ تعالی نے کائنات میں بکھیری ہوئی ہیں اور آیات جو اللّٰہ تعالی نے قرآن مجید کی شکل میں نازل کیں اور اہلِ مکہ نے کیا اس کا انکار کیا اور آپ کو پتہ ہے کہ أَنبَاءُ کسے کہتے ہیں بڑی خبر کو کہتے ہیں تو انہوں نے بڑی خبر اہم خبر ،قیامت کا ،آخرت کا، توحید کا ،قرآن کا ،نبی کا انکار کیا ہے تو ہوگا کیا **فَقَدْ كَذَّبُوا** اگر انہوں نے انکار کیا ہے اگر انہوں نے جھٹلایا ہے یہ جھٹلا چکے یہاں پہ **فَقَدْ كَذَّبُوا** بہت زیادہ اللّٰہ رب العزت افسوس کا اور ان کی نافرمانی کا اظہار کر رہے ہیں کہ یہ ایسے بدبخت ہیں کہ یہ انکار کر چکے **فَسَيَأْتِيهِمْ** عنقریب ان کو پتہ چلے گا جلدی ان کو پتہ چلے گا اور یہاں پر لفظ کیا ہے؟ **أَنبَاءُ** کیسے پتہ چلے گا کہ خبریں آ جائیں گی **مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ** جو تھے جس چیز پر **بِهِ** اس کا **يَسْتَهْزِئُونَ** مذاق اڑانے والے کہ اب ان کے پاس جلدی اس کی خبریں آ جائیں گی کہ جس کے ساتھ یہ استہزاء کر رہے تھے جس کا یہ مذاق اڑا رہے تھے تو ہوگا کیا تو گویا کہ نمبر 1 اس کے معنی یہ ہیں کہ تکذیب کے نتیجے میں جلدی ان پر عذاب آئے گا اللّٰہ کا عذاب ان کو اپنی گرفت میں لے لے گا اور وہ عذاب کون سا ہو سکتا ہے دنیا کا عذاب اور دوسرے اس کے معنی کیا ہیں کہ آخرت کا عذاب تو پچھلی قوموں پر جو عذاب آیا دنیا ہی میں آیا ان کے جھٹلانے کی وجہ سے اور آخرت کا تو اس سے بھی زیادہ شدید ہے کہ جس سے بچنے کی کوئی شکل نہیں ہے تو یہاں پر ان کو ڈرایا جارہا ہے اور یہ جو **بِہِ** کی ضمیر ہے یہ قرآن کے لئے آئی ہے کہ قرآن کا جو یہ مذاق اڑا رہے ہیں تو قرآن نے ان کو بتایا ہے کہ نتیجہ کیا نکلے گا توحید کا انکار آخرت کا انکار نبی کا قرآن کا اللّٰہ کی آیات کا انکار تو اب ایک ایک کر کے اس کا رزلٹ ان کے سامنے آ جائے گا پھر آیت نمبر جو 7 ہے

آیت نمبر 7۔ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ

ترجمہ۔اور کیا انہوں نے کبھی زمین پر نگاہ نہیں ڈالی کہ ہم نے کتنی کثیر مقدار میں ہر طرح کی عمدہ نباتات اس میں پیدا کی ہیں؟

اس میں اللّٰہ رب العزت زمین کی نشانیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں اللّٰہ تعالی کائنات میں بکھری ہوئی جو اللّٰہ کی نشانیاں ہیں اس کی طرف متوجہ کرتے ہیں قرآن کا یہ انداز بہت ہی خوبصورت ہے اور اللّٰہ تعالی کا انداز کیا ہے کہ اللّٰہ تعالی حق کی جستجو رکھنے والے کے لئے کائنات کی نشانیوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ تمہیں معجزات کا مطالبہ کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ فلاں مطالبہ پورا کرو اور فلاں کام ہمارا پورا کرو تو ہم ایمان لائیں گے نشانی کی ضرورت ہو تو کہیں دور جانے کی تھوڑی

ضرورت ہے ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کیا تم نے نہیں دیکھا زمین کی طرف کیا انہوں نے زمین کی طرف نگاہ نہیں ڈالی **كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا** ہم نے کتنی اگائیں اس میں، ہم نے اس میں کتنی کثیر تعداد میں اگائیں **ھا** کی ضمیر زمین کے لئے ہے **مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ** ہر طرح کی **زَوْج** یہاں پہ قِسم کے معنی میں آیا ہے ویسے تو **زَوْج** کے ایک معنی جوڑے کے ہیں جیسے نر اور مادہ کو **زَوْج** کہا جاتا ہے مرد اور عورت ایک دوسرے کا **زَوْج** ہیں تو زیادہ تر مفسرین نے اس کا ترجمہ قِسم کا کیا ہے ایک تو ہے جوڑا اور ایک ہے قسم ویسے تو زَوْج(جوڑے) کا بھی کیا ہے جیسے درختوں کے بھی جوڑے ہوتے ہیں نر اور مادہ۔ یہ بھی ہے کہ اللّٰہ تعالی نے جو کائنات کے اندر نباتات اگائیں ہیں یہ جوڑا جوڑا ہیں دوسرے اس کے معنی کیا ہیں قسم کے لئے ،صنف کے لئے آتا ہے ،خاص نوعیت تو اللّٰہ تعالی نے کیا کیا کہ **زَوْج** قسم قسم کی نباتات پیدا کی اس کے اندر تنوع ہے اور ساتھ ہی کیا کہا **کریم (ک ر م)** کریم اہلِ عرب انگور کو کہتے تھے اور ظاہر ہے کہ انگور ان کے ہاں بہت ہی فائدہ دینے والا اور نفع پہنچانے والا اور وہ ان کو کثیر تعداد میں عزت دینے والا تھا آپ دیکھیں کہ یہ کرم لفظ قرآن میں اللّٰہ کی صفت کے طور پر بھی استعمال ہوا ہے **فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ** اور یہ لفظ اللّٰہ کے جو پسندیدہ بندے ہیں ان کے لئے بھی استعمال ہوا ہے **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ** تو اکرم کے معنی کیا ہیں ؟ سب سے زیادہ عزت والا ہے اور کرم بہترین صفات کو کہتے ہیں اور سب سے بہتر پسندیدہ کام وہ ہے جو انسان کو اللّٰہ کا پسندیدہ بنا دے **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ** تو یہاں پر جو کریم لفظ استعمال ہوا تو معنی کیا ہیں کہ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنی قسم کی اپنی نوعیت کی چیزوں میں سب سے زیادہ شرف والی ہو جیسے مثلاً ایک ہی طرح کے آم ہیں۔ آم تو آم ہی ہیں لیکن وہ آم جو آموں میں سب سے زیادہ بہترین ہیں اس کو کریم کہا جائے گا یعنی کہ اپنی نوعیت کی چیزوں میں سب سے زیادہ شرف والا اس کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے کیونکہ اہلِ عرب(**ک ر م**) کرم انگور سے کیا کرتے تھے ان کے ہاں وہ باغ بہترین باغ سمجھا جاتا تھا کہ باغ کے اندر کی زمین وہ کاشتکاری کے لئے رکھ لیتے تھے اور کنارے پر کجھور کے درخت اور اس کے اوپر انگوروں کی بیلیں چڑھا دیتے تھے اور انگور سے پھل بھی لیتے تھے سایہ بھی لیتے تھے حفاظت اور باڑ کا کام بھی انگور کی بیلیں کرتیں اس کے علاوہ اس سے شراب بھی بناتے تھے اور ان کے ہاں تو شراب ہی کئی سو قسم کی تھی تو مختلف اس سےوہ فائدے حاصل کرتے تھے تو یہاں پہ اللّٰہ رب العزت نے انکار کرنے والے لوگوں کو زمین کی نشانیوں کی طرف متوجہ کیا ہے تو کیوں آپ کو کام دیا جاتا ہے کہ آپ سورج اور چاند اس کے فوائد جمع کریں تاکہ آپ اور میں تدبر کریں غور کریں تاکہ ایمان ہمارے اندر تک گڑ جائے اندر تک اتر جائے پیوست ہو جائے بار بار اللّٰہ تعالی کیوں کہتے ہیں کہ میری نشانیوں پر غور کرو۔ **أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا** کیا انھوں نے زمین کی طرف نگاہ نہیں اٹھائی کیا زمین پر غور نہیں کیا؟ چھ آیتوں میں ان کا انکار، ان کی تکذیب ،ان کا استہزا ان کے مطالبات ان کے رویوں کی کجی رسول اللّٰہ ﷺ کا انسانوں کے لئے تڑپنا اور آپ کا ان کو دعوت دینا آپ کا ان کے غم میں اپنے آپ کو گھلا دینا اس کو اللّٰہ تعالی نے پیش کیا اور ساتھ ہی کہا یہ ذرا زمین کی طرف تو دیکھیں۔ تو صرف اہل مکہ ہی نہیں میری اور آپ کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ میں اور آپ بھی جب چلا کریں جب گھوما کریں جب زمین میں سیر کریں **سِيرُوا فِي الْأَرْضِ** زمین میں سیاحت کریں تو یہ پھل پھول کھیتیاں نباتات ان پر غور اور فکر بھی کیا کریں اور اگر میں اور آپ ان پر غور اور فکر کریں گے تو ہمیں اس کے کیا فوائد نظر آئیں گے کہ نباتات اللّٰہ کی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی ہے اور یہ معجزہ کیا کم ہے کہ زمین مردہ ہوتی ہے آسمان سے پانی برستا ہے اور ایک پانی ایک زمین ایک سورج کی روشنی سے ہوتا کیا ہے کہ **كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا** کہ ہم نے اس میں اگادی یہاں پہ **كَمْ** یہ کثرت کے لئے آیا ہے کتنی ہی اگا دی اس میں کس طرح اگا دی اس زمین میں وہ زمین جو مردہ تھی وہ زمین جو پیاسی تھی وہ

زمین جو بنجر تھی وہ زمین پھر سونا اگلنے لگی پھر وہ زمین دلہن کی طرح سج گئی پھر وہ زمین زرق برق ہو گئی اور پھر وہ نباتات بھی کیسی **مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ** ایسی نباتات کہ ہر قسم کی نفیس چیزیں ہر طرح کی عمدہ نباتات اور نباتات بھی ایک جیسی نہیں ہے ہزارہا قسم کی نباتات ہے پھول کھلے ہیں طرح طرح کے پھول ہیں اور ایک پھول کو دیکھیں تو ہر پھول کا رنگ مختلف ہے اب گلاب کے پھول کو دیکھ لیں کتنے رنگ ہوتے ہیں اس کی خوشبو مختلف ہے پھولوں کو دیکھیں آپ لہلہاتی کھیتیوں کو دیکھیں آپ گندم کو دیکھیں آپ چاول کو لے لیں آپ کو خوب چاولوں کا پتہ ہے آپ پکاتی رہتی ہیں ایسی طرح پھولوں پہ بھی بعض لوگوں کو خاص قسم کے پھول پسند ہیں، بعض لوگوں کو خاص قسم کی گاجریں پسند ہیں، مولیاں پسند ہیں۔ آپ سبزی کو دیکھ لیں تو اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں رنگ برنگ کے پھول کھلے ہیں، لہلہاتی کھیتیاں ہیں اور ایسے پھول ہیں، ایسے باغات ہیں کہ ان کی خوشبو سے زمین مہکتی ہے۔ آپ یہ بھی اپنا کام لکھ لیں کہ بہار کے موسم میں کسی پھولوں کی نمائش آپ خود جاکر اس کو دیکھیں، اپنے بچوں کو بھی لے کر جائیں، بے شک ٹکٹ ہی کیوں نہ دینا پڑے اور بعض اوقات وہ مفت بھی لگی ہوتی ہیں۔ لاہور میں، سرگودھا میں، مختلف شہروں میں دیکھنے کا اتفاق ہوا، بحرین میں دیکھنے کا اتفاق ہوا، امریکہ میں دیکھنے کا اتفاق ہوا، نیویورک میں جب پھولوں کی نمائشی لگی تھی خاص طور پر ان آیات پر عمل کرتے ہوئے اور پھر یہاں پہ بھی، آپ دیکھیں کہ آپ پیٹرول پمپ پہ جاتے ہیں گیس ڈلوانے کے لئے، تیل ڈلوانے کے لئے، باہر دیکھیں بعض پیڑول پمپ پہ بڑے خوبصورت پھول لگے ہوتے ہیں، آپ گھر سے یہاں تک آتی ہیں، آپ دیکھیں کتنے پھول کھلے ہوئے ہیں، طرح طرح کے پھول ہیں اور پھولوں کو چھوڑیں آپ درختوں کے پتوں کو دیکھ لیں، درختوں کے پتوں کا رنگ پھولوں کی طرح بدل جاتا ہے، کتنا خوبصورت ہے یہ سماں۔ تو اصل بات کیا ہے کہ یہ جو نباتات ہیں، یہ اللہ کے مقرر کردہ قانون کی اطاعت کرتی ہیں، اللہ کے قانون کے تحت اٹھتی ہیں، بڑھتی ہیں، پھلتی پھولتی ہیں، ان کے اندر ایک نظم وضبط پایا جاتا ہے اور آپ دیکھیں کہ ایک میرا اور آپ کا دیکھنا ان پھولوں کو نباتات کو اور نباتات کا جو ماہر ہے، کیا کہتے ہیں اس کو؟ Botanists(یعنی جو پھول اور پودے وغیرہ ہیں، بوٹنی جو جانتا ہے وہ کیا کرتا ہے؟ کہ پھولوں کے اوپر پتوں پر پودوں پر ریسرچ کرتا ہے ان کو دیکھتا ہے) پھولوں کو پتوں کو نباتات کو اس کے ماہر کا دیکھنا اور میرا دیکھنا اس میں بہت فرق ہے ۔ تو یہ کیا انہوں نے کبھی زمین پر نگاہ نہیں ڈالی؟ کہ ہم نے کتنی کثیر مقدار میں ہر طرح کی نباتات اس میں پیدا کی ہیں؟ جیسے ڈائیور، تیراک آپ نے سورت النور میں پڑھا تھا کہ ایک کافر تھا وہ جب پانی کے اندر گیا تو ایمان لے آیا کہ سورت نور کے اندر اتنے سال پہلے اللہ نے بتا دیا تھا کہ اندھیرا پھر اندھیرا پھر اندھیرے پر اندھیرا اور پھر اس کے نیچے جو ذکر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے سمندر کی گہرائیوں کا کہ **فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ** سورت النور آیت 40 تو وہ ایمان لے آیا تو اب آپ دیکھیں کہ جتنا وہ اپنے علم کا ماہر تھا وہ جانتا تھا کہ واقعی یہ بات سچ ہے تو وہ ایمان لے آیا اسی طرح Botany جاننے والا توحید پرست بن سکتا ہے یعنی سائنس کو ایمان کے ساتھ ہم جوڑا کریں۔ عام زندگی میں ہمیں چیزیں نظر آتی ہیں اس کا قرآن کے ساتھ تعلق قائم کیا کریں اور پھر کرنا کیا ہے

آیت نمبر 8۔ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ

ترجمہ۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے، مگر ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً اس میں یقینًا ایک نشانی ہے **وَمَا كَانَ اَكْثَرُ هُم مُؤْمِنِينَ** مگر ان میں اکثر ماننے والے نہیں ہیں یہ جو نباتات کا علم ہے یہ باقاعدہ بہت بڑا علم بن چکا ہے اس میں پی ایچ ڈی اور اس میں آگے ہی آگے بڑھنا تو اگر ہم غور و فکر کریں گے تو قدرت کے نئے نئے جو عجائبات ہیں اور اللہ کے جو کرشمے ہیں جب اس کو دیکھیں گے تو اللہ کو پا لیں گے۔ **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً**اس میں یقینًا ایک نشانی ہے تو بات کیا ہے **وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ** لیکن اکثر لوگ کیا کرتے ہیں ایمان نہیں لاتے کہ زمین پر پھیلی ہوئی ان گِنت جو نعمتیں اور نشانیاں ہیں نہ تو اس کو دیکھتے ہیں اور نہ ہی رب کریم اور رحیم کی پیدا کردہ جن چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں ان کو دیکھ کر عبرت حاصل کرتے ہیں تو نصیحت اور یاد دہانی وہ کیسے حاصل کریں اور یہ جو آیتیں ہیں آیت نمبر 8 اور 9 اس سورت کے اندر کتنی دفعہ آئی ہیں؟ 8 دفعہ آئی ہیں۔ اللہ تعالی نے کہا کہ کسی اور نشانی کا مطالبہ اہل مکہ کیوں کرتے ہیں کہ توحید ،قیامت، جزا اور سزا ہے اس کے لئے تو زمین کی نشانی کافی ہے کہ نعمتوں اور برکتوں سے مالا مال ہے اور اسے دیکھ کر لوگوں کو مسلمان ہو جانا چاہئے لیکن لوگوں کا حال کیا ہے۔ **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ** اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

آیت نمبر 9۔ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

ترجمہ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی

اور بے شک تیرا رب جو ہے وہ زبردست بھی ہے اور رحیم بھی ہے تو یہاں پر یہ آیت بڑی خوبصورت آیت ہے اور اس میں اللہ تعالی نے ایک طرف کہا کہ **الْعَزِيزُ** عزیز کے معنی کیا ہیں یعنی اس کی قدرت بڑی زبردست ہے عزیز کے معنی یہ ہے کہ وہ غالب ہے جو چاہے کر سکتا ہے کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا اگر وہ کسی پر عذاب نازل کرنا چاہے تو کون ہے جو اللہ کا ہاتھ پکڑ لے اور پھر اپنے آپ کو اللہ کی پکڑ سے بچا لے تو یہاں پر عزیز کہہ کر اللہ تعالی نے جو ضدی تھے جو ہٹ دھرم تھے ان کو توجہ دلائی ہے کہ اللہ کی قدرت اللہ کے غلبے اللہ کے قہر سے بچو اور ڈرو کیونکہ اگر اللہ چاہے تو آن کی آن میں لمحہ بھر میں تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دے اور پھر جو گناہ کرتے ہیں اور جو انکار کرتے ہیں جیسے کہ اہل مکہ کر رہے تھے تو اللہ نے ان پر عذاب کیوں نہ بھیجا فوراً ان کو کیوں نہ پکڑا ساتھ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ صرف عزیز ہی نہیں وہ رحیم بھی ہے اور رحیم رحم سے ہے معنی کیا ہے کہ وہ فوراً نہیں تباہ کرتا وہ لوگوں کو توبہ اور اصلاح کی مہلت دیتا ہے وہ لوگوں کو سوچنے کا موقع دیتا ہے شاید کہ لوگ اللہ تعالی کے رحم کے قابل بن جائیں شاید کہ لوگ اپنے آپ کو اللہ کے رحم کے سزاوار بنا لیں تو اللہ تعالی ڈھیل دیتے ہیں اور اللہ کا ڈھیل دینا اللہ کے رحیم ہونے کی صفت کا اظہار ہے اور افسوس کہ لوگوں نے مہلت جو تھی توبہ کی اور اصلاح کی اس کا مذاق اڑایا اور یہ مہلت کس لئے تھی؟ اصلاح کے لئے تھی اور لوگوں نے کیا کیا؟ مذاق اڑایا تو اللہ تعالی کیا کہتے ہیں؟ **وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ** اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور تیرا رب رحیم بھی ہے آپ دیکھیں کہ دو مخالف صفات سامنے آئیں ہیں دو کردار ہیں پچھلی آیات میں ایک کردار ہے رسول اللہ ﷺ کا اور ایمان لانے والوں کا دوسرا ہے کافروں کا یعنی دو رویے ہیں اور اللہ کی دو مخالف صفات ہیں یہ قرآن کا حسن ہے اور یہ بڑی خوبصورت بات ہے کہ اللہ صرف عزیز نہیں ہے رحیم بھی ہے صرف سزا نہیں دیتا اپنے رحم کے ذریعے لوگوں کو اپنے دامن میں پناہ بھی دیتا ہے متوجہ بھی کرتا ہے کہ گناہ کرنے والوں تم میری طرف لوٹ آؤ۔ میری طرف پلٹ آؤ۔ اب جو ہے یہ 9 آیتیں ہیں اور اس

میں انکار ،کفر سے ڈرانے کے بعد ایمان لانے کی دعوت دی ہے اور اس کے بعد اللہ تعالی آگے پھر سات قوموں کا ذکر کرتے ہیں